خاندان کو لاحق خطرات

اور

ممکنہ لائحہ عمل

پروفیسر ڈاکٹر جہاں آراء لطفی

اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ!

کتاب: خاندان کو لاحق خطرات اور ممکنہ لائحہ عمل

مصنف: پروفیسر ڈاکٹر جہاں آراء لطفی

ناشر: اسلامک ریسرچ اکیڈمی۔ کراچی
(ادارہ معارفِ اسلامی۔ کراچی)

تقسیم کنندہ: اکیڈمی بک سینٹر (A.B.C.)
ڈی۔۳۵، بلاک۔۵، فیڈرل بی ایریا
کراچی۔۷۵۹۵۰
فون: ۳۶۳۴۹۸۴۰_۳۶۸۰۹۲۰۱(۰۲۱)

اشاعت: محرم الحرام ۱۴۳۲ھ ۔ دسمبر ۲۰۱۰ء

قیمت: [redacted] روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاندان کولاحق خطرات اور ممکنہ لائحہ عمل

خاندان کی تعریف

خاندان کسی بھی قوم اور معاشرے کا اہم ترین اور بنیادی ادارہ ہوتا ہے۔ خاندان، قوم کے تہذیب وتمدن اور معاشرتی اقدار اور روایات کو استحکام اور پائیداری اور طاقت فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ خاندان جتنا مضبوط ہوگا قوم متحد ہوگی اور معاشرے کی تہذیب وتمدن، امن وسلامتی اور خوشحالی میں پائیداری اور استحکام پایا جائے گا۔ اس کی بنیادیں اور جڑیں مضبوط ہوں گی۔

Essential English Dictionary (19---) میں خاندان کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے:

A Family is a set of people related to one another especially a household consisting of parents and children.

یعنی خاندان لوگوں کے ایسے مجموعے کو کہتے ہیں جو ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں، خاص طور پر والدین اور بچے خاندان کا اہم ترین جزو ہوتے ہیں۔

اسلام کا تصور خاندان

اسلام خاندان کا وسیع ترین تصور رکھتا ہے۔ ایک مسلم خاندان میں صرف میاں بیوی اور بچے ہی شامل نہیں ہوتے بلکہ دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، چچی، پھوپھیاں، ماموں، خالہ وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں۔

اسلام ایسے خاندان کا ایک تصور پیش کرتا ہے جو حقوق وفرائض اور خلوص ومحبت، ایثار وقربانی کے اعلیٰ ترین قلبی احساسات اور جذبات کی مضبوط ڈوریوں سے بندھا ہوا ہو۔ اسلام

خاندان سے بننے والے معاشرے کے جملہ معاملات کی اساس اخلاق کو بناتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے لوگوں! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے تمہارا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں''۔ (النساء:۱)

سورہ الحجرات میں اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے:

''اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو''۔ (الحجرات:۱۳)

اسلام کے نزدیک معاشرے کا بنیادی ادارہ خاندان ہے جس کی بہتری، بھلائی اور ابتری اور بربادی پر معاشرے کی حالت کا انحصار ہوتا ہے۔ اسلام نے خاندان کی طرف خصوصی توجہ دی ہے تا کہ اس ادارے کو مضبوط سے مضبوط تر بنایا جائے اور ایک مضبوط، صالح اور فلاحی معاشرے کا قیام وجود میں آئے جو انفرادی و اجتماعی حقوق و فرائض کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرے۔

اسلام خاندان کی بنیاد پاکیزہ اور مستحکم رکھنے کا حکم دیتا ہے اسلام دین فطرت ہے۔ چنانچہ اسلامی خاندانی اصولوں، قوانین وضوابط اور اقدار میں اس بات کو قطعی فراموش نہیں کیا گیا کہ بحیثیت انسان اس کی فطری خواہشات اور ضروریات کیا ہیں کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے چنانچہ وہی بہتر جانتا ہے کہ اس کے لیے اس کی فطرت، جبلت اور ضرورت کے مطابق کیا چیز ہوسکتی ہے۔ انسان کے اندر پایا جانے والا صنفی میلان انسانی بقاء اور نسل انسانی کے فروغ کے لیے انتہائی ضروری ہے اور اس صنفی میلان کے حوالے سے وہ با اختیار ہے کہ ایسے طریقے اختیار کرے جو خاندان کے استحکام کا باعث ہوں یا انتشار کا موجب ہوں۔

اسلامی معاشرے کی اہم اکائی کی حیثیت سے خاندان کی اہمیت

اسلام فرد کو اہمیت دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ خاندان کو اور خاندانوں کے باہمی اشتراک سے پیدا ہونے والے قبیلے اور برادری کو، اور قبائل اور برادریوں سے تشکیل پانے والی قوم یا امت کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ معاشرے کے ہر دائرے کے حقوق کا تحفظ اور فرائض کا تعین

کرتا ہے یوں اسلامی معاشرے میں ہر اکائی کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہوتی ہے۔ انسانی زندگی فرد سے شروع ہو کر لہر در لہر پھیلتی چلی جاتی ہے ایک دائرے سے دوسرا دائرہ پیدا ہوتا ہے اور بالآخر عالم اسلام کا دائرہ یا امت مسلمہ کا دائرہ سب دائروں پر محیط ہو جاتا ہے جس کی وضاحت اس طرح کی جا سکتی ہے:

۱۔ فرد ۲۔ گھر

۳۔ معاشرہ ۴۔ امت مسلمہ

خاندان یا کنبے کا مفہوم اگرچہ کافی وسیع معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے یہاں تک کہ اس میں گھر کے خادم، نوکر وغیرہ بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر کنبہ میاں بیوی اور اولاد پر مشتمل ہوتا ہے یہی مفہوم ساری دنیا میں لیا جاتا ہے۔ اس لیے خانگی زندگی پہ جب بحث کی جاتی ہے تو اس کے اراکین شوہر، بیوی اور اولاد ہی سمجھے جاتے ہیں۔

اسلامی نقطہ نظر سے خاندان کے مقاصد بہت بلند اور اہم ہیں اس لیے رسول اکرم ﷺ نے اس نصف دین قرار دیا ہے۔[۱]

ہر مسلمان کو نیکی کی ابتداء اپنے گھر سے کرنے کی ہدایت ہے اور اہل خانہ کو قرآن میں بھی ''اہل'' کے نام سے پکارا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دیتے رہو اور خود بھی اس پر قائم رہو''۔[۲]

ایک جگہ اور ارشاد ہوا۔

''اے ایمان والو! خود کو اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے بچاؤ''۔[۳]

حضور اکرم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ اہل خانہ سے متعلق ایک مسلمان کی ذمہ داریوں اور خاندان کی اسلام میں اہمیت کو بڑی صراحت سے واضح کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''تم میں سے ہر شخص نگہبان اور ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کے زیر کفالت و زیر نگرانی افراد سے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔ امام بھی راعی ہے اور ذمہ دار ہے۔ اور یہ کہ اس سے اس کی رعیت کے

بارے میں باز پرس ہوگی۔ آدمی بھی اپنے گھر کا حاکم ہے اور اس سے بھی زیر دست افراد کے متعلق سوال ہوگا۔ عورت بھی اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے۔ اس سے بھی اس کے زیر نگرانی امور کے بارے میں باز پرس ہوگی"۔ (بخاری و مسلم)

مندرجہ بالا آیات و احادیث کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلام کی رو سے ایک اسلامی معاشرے میں خاندان کی بے حد اہمیت ہے، ایک صالح معاشرے کا قیام ایک خواب رہے گا جب تک کہ اس کی اہم ترین اکائی یا ادارہ یعنی خاندان مستحکم اور پائیدار نہ ہوگا اور خاندان جیسا اہم ادارہ اس وقت تک پائیدار اور مستحکم نہیں ہوگا جب تک کہ وہ عین اسلامی طریقے پر قائم نہ ہو اور شریعت اسلامی کے مطابق اپنی زندگی بسر نہ کرے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ اسلام خاندان کی تاسیس یا بنیاد رکھنے سے متعلق کیا کہتا ہے۔

"نکاح" خاندان کی بنیاد کا اسلامی طریقہ کار

اسلام نے نکاح کو خاندان کی بنیاد بنایا ہے۔ اسلام نے بدکاری کو حرام اور نکاح کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ اسلام ایک خاندان کو مضبوط بنیادیں فراہم کرنا چاہتا ہے اسلام کی رُو سے خاندان کی مضبوط بنیاد نکاح کے ذریعے پڑتی ہے۔ چنانچہ وہ اس بنیاد کو خالصتاً خلوص، محبت، پاکیزگی، دیانتداری اور مضبوط معاہدے جیسے ٹھوس مادے سے ڈالنے کا حکم دیتا ہے۔

سورہ روم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے خود تم ہی میں سے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی ہے"۔ [۴]

اسلام کی رُو سے کسی قوم کی بقاء و سلامتی نکاح جیسے پاکیزہ بندھن کی مرہون منت ہے۔ چنانچہ خانگی زندگی کے اغراض و مقاصد کا اگر مختصراً جائزہ لیا جائے تو یہ اہم نکات سامنے آتے ہیں:

۱۔ بقائے ملّت

۲۔ اخلاق و کردار کا تحفظ

۳۔ نئی نسل کی تعلیم و تربیت

۴۔ زندگی میں سکون و راحت

۵۔ احساس ذمہ داری

۶۔ قوم کے روشن مستقبل کی ضمانت

اب ہم ان نکات کا مختصراً جائزہ لیتے ہیں تاکہ خاندان کو لاحق خطرات کی نشاندہی درست طریقے پر کرسکیں۔

بقائے ملت

مولانا صدرالدین اصلاحی فرماتے ہیں:

''نکاح اسلام کی عائلی نظام کا بنیادی ستون ہے۔نکاح کے بارے میں اسلام کا بنیادی تصور یہ ہے کہ وہ ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ان کی آزاد مرضی سے قائم ہونے والا دائمی معاہدہ رفاقت ہے جس کا انعقاد چند اہم اخلاقی اور تمدنی مقاصد کی خاطر ہوا کرتا ہے۔مثلاً عفت کا تحفظ، نسل انسانی کی بقاء، نسلی پاکیزگی اور معاشرے کو وجود میں لانے والی اکائیوں کی تشکیل۔ نری الفت اور نرا معاشقہ اس رشتہ کی بنیاد نہیں ہونا چاہیے۔قرآن کریم نے مرد کو بھی یہی ہدایت دی ہے کہ وہ اپنے صالح تمدنی مقصد کی تکمیل کا ذریعہ اور اپنے اخلاق کی حفاظت کے لیے ایک مستحکم قلعہ سمجھ کر نکاح کرے اور ٹھیک یہی ہدایت اس نے عورت کو بھی دی ہے''۔[۵]

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں نکاح کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے تمہارا جوڑا بنایا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیے۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے (حقوق) مانگتے ہو اور قرابت داریوں میں تقویٰ اختیار کرو، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے''۔[۶]

یہ سورۃ النساء کی پہلی آیت عائلی قوانین میں بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔ یہ آیت اخلاقی ضابطہ ہے اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشاندہی اور ترغیب ہے کہ عائلی قوانین پر عمل پیرا

ہونے میں جس بات کا سب سے زیادہ بڑھ کر اہتمام کیا جانا ضروری ہے وہ ''تقویٰ'' ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کے لیے جو قانون وضع کیا ہے اس میں حرام اور حلال طریقوں کی دوٹوک انداز میں وضاحت فرمادی ہے تاکہ ان رشتوں کا تحفظ وتقدس عمل میں لایا جاسکے جو پچھلی قوموں اور شریعتوں میں بھی قائم تھا اور اسلام نے ان کو قائم رکھنے کا حکم دیا ہے تاکہ اس رشتے میں انسانی ذہن کو زیادہ سے زیادہ پاکیزہ اور کردار کے لحاظ سے مکمل طور پر صاف ستھرا رکھا جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں مگر جو ہو چکا سو ہو چکا۔ درحقیقت یہ ایک بے حیائی کا فعل اور انتہائی قابلِ نفرت بات تھی اور بُرا چلن تھا۔ تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں اور پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جن سے تم مباشرت کر چکے ہو۔ ورنہ اگر (صرف نکاح ہوا ہو) مباشرت نہ کی ہو تو انھیں چھوڑ کر ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہارے صلب سے ہوں اور یہ بھی حرام کیا گیا ہے کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرلو، مگر جو ہو چکا سو ہو چکا، بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور وہ عورتیں تم پر حرام ہیں جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں۔ سوائے ان عورتوں کے جو تمہاری ملکیت میں آئیں۔ یہ اللہ کا قانون ہے جس کی پابندی تم پر لازمی ہے اور ان کے علاوہ جتنی عورتیں ہیں انھیں اپنے اموال کے ذریعے حاصل کرنا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔ بشرطیکہ بذریعہ نکاح انھیں محفوظ کرلو، نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو۔ پھر جو ازدواجی زندگی کا لطف ان سے اٹھاؤ اس کے بدلے میں ان کے مہر بطور فرض ادا کرو۔ اور تمہارے لیے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ مہر مقرر ہونے کے بعد آپس میں کوئی سمجھوتا کرلو، بے شک اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے''۔[۷]

متذکرہ بالا آیات میں محرمات کا بیان انتہائی تفصیل سے آیا ہے تاکہ نکاح جیسے اہم فریضے کو انتہائی پاکیزہ اور محبت و مودّت سے بھرپور بنا دیا جائے دوسرے یہ کہ ان خواتین کو جو مردوں پر ہر صورت میں حرام ہیں واضح اور دوٹوک انداز میں بتا دیا جائے حرام و حلال کی حدود مقرر کر دی جائیں اور زیر کفالت اور زیر انگرانی خواتین کی عزت کا تحفظ فراہم کیا جائے۔

البقرہ: آیت ۲۲۱ میں فرمایا:

''اور تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن لونڈی ایک مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند ہے اور تم اپنی عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے جائیں۔ ایک مومن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمہیں پسند ہے۔ یہ لوگ تمہیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تمہیں اپنے اذن سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنے احکام لوگوں کے لیے واضح کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں''۔ [۸]

اس آیت میں نکاح کے حوالے سے ایک شرط اور عائد کی جا رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ مشرک مرد اور عورت سے مسلمان مرد اور عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اندازہ کریں کہ خاندان کی بنیاد بننے والا عامل صرف ایک جسمانی تعلق ہی نہیں بلکہ ایک دینی، معاشرتی اور سماجی تعلق بھی ہے جو ہر طرح کی گندگی اور آلائش سے مُبرّا اور پاک ہونا چاہیے۔ گویا قلبی تعلق محض نکاح کی بنیاد نہیں بننا چاہیے اس کے ساتھ ساتھ دیگر شرائط بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہیں چنانچہ اسلام مشرک کے ساتھ نکاح کی اجازت نہیں دیتا۔

نکاح صرف دو اجسام کا سودا نہیں بلکہ محبت، معاملات، نفس اور اخلاقی روایات کا امین ہے۔ انسانی معاہدات میں نکاح کا معاہدہ سب سے اہم اور مقدس و محترم ہے۔ اسلام میں نکاح محبت اور لذت کے ساتھ ساتھ عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ اسلام اس پاکیزہ رشتے کے قیام کو کمزور کرنے والی ہر چیز کو ترک کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اسلام نکاح کے بغیر جنسی تعلقات قائم کرنے والی عورت اور مرد کو اہل ایمان پر حرام قرار دیتا ہے قرآن بتاتا ہے کہ حرام طریقے پر اپنی ضرورت نفسانی کو پورا کرنے والے ایک دوسرے

کے لائق ہیں مگر نیک لوگوں کے لائق نہیں۔

سورہ النور آیت ۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بدکار نکاح نہیں کرتا مگر بدکار عورت اور مشرک سے اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہیں کرتا مگر زانی یا مشرک اور اہل ایمان پر یہ حرام کیا گیا ہے''۔[۹]

اہل کتاب عورتوں سے نکاح

اسلام صرف مسلم مردوں کو اہل کتاب خواتین سے نکاح کی اجازت دیتا ہے مگر یہ اجازت مشروط ہے۔

''آج تمہارے لیے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اہلِ کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے اور تمہارے لیے خاندانی شریف مومن عورتیں اور اہل کتاب خاندانی شریف عورتیں بھی بشرطیکہ تم ان کے مہر ادا کر کے ان کے محافظ بننے والے ہو نہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرو اور جو کوئی ایمان کا انکار کرے تو اس کا عمل ضائع ہوگا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا''۔[۱۰]

چنانچہ واضح ہو گیا کہ ایک مومن مرد کو اللہ نے اہل کتاب خاتون سے نکاح کی اجازت تو دی ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ اہل النسب، شریف اور پاکدامن ہو۔ چنانچہ آج کل کی آبرو باختہ اور عصمت فروش اہل کتاب خواتین سے مومن مرد نکاح نہیں کر سکتے کیونکہ مومن مرد کو تو مسلمان زانیہ سے بھی نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ چہ جائیکہ غیر مسلم کو وہ اپنے نکاح میں لائے یہ تو اور بڑا گناہ ہوگا اور اس کے نتائج انتہائی خوفناک ہوں گے۔

اسلام نیک خصلت، باکردار اور باعصمت اہل کتاب خاتون سے مسلم مرد کو نکاح کی اجازت دیتا ہے اس کے برعکس کسی مسلم خاتون کو کسی غیر مسلم سے خواہ اہل کتاب ہی کیوں نہ ہوں نکاح کی اجازت نہیں دیتا اگر کوئی ایسا کرے گی تو اس کا یہ رشتہ حرام ہوگا۔

نکاح سنتِ رسول ﷺ

حضور اکرم ﷺ نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نکاح میری سنت ہے سو جس نے میری سنت سے روگردانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں''۔[۱۱]

سید قطب اپنی مشہور کتاب ''اسلام اور جدید ذہن کے شبہات'' میں لکھتے ہیں:

''ہم یہاں پر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ شادی کا رشتہ بنیادی طور پر ایک شخصی رشتہ ہے اور دو افراد کے درمیان قائم ہونے والے باقی رشتوں کی مانند اس کا انحصار بھی متعلق افراد کے درمیان پائی جانے والی شخصی، نفسیاتی ذہنی اور جسمانی ہم آہنگی پر ہے۔[۱۲]

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

''ترک نکاح اسلام میں نہیں''۔[۱۳]

حضرت سمرہؓ کی روایت ہے۔

''نبی کریم ﷺ نے شادی نہ کرنے اور دنیا سے کٹ جانے سے منع کیا''۔[۱۴]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں ''رسول اکرم ﷺ ہمیں شادی کا حکم دیتے اور ترک نکاح کو منع فرماتے''۔[۱۵]

متذکرہ بالا آیات و احادیث نکاح کو معاشرے کے اہم ترین ستون کی حیثیت سے متعارف کرواتی ہیں اور انسان کے اندر موجود جنسی جذبے کی جائز اور حلال طریقے پر تسکین کا حکم دیتی ہیں۔

سید جلال الدین عمری اپنی کتاب ''عورت اسلامی معاشرے میں'' بیان کرتے ہیں۔[۱۶]

''شریعت زنا کی حرمت اور نکاح کے جواز کے ذریعے دو اہم مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے اول یہ کہ آدمی جنسی خواہش کے پورا کرنے میں بے قید اور آزاد نہ رہے بلکہ حدود کی پابندی کرے۔ دوم یہ کہ یہ پابندی تحفظ عصمت کے لیے مفید اور کارآمد ہو۔ قرآن نے نکاح کے لیے دوسرا لفظ ''احصان'' کا استعمال کیا ہے۔ ''حصن'' کے معنی ہیں محفوظ قلعہ، عمدہ گھوڑا، ہتھیار وغیرہ، یہ معانی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ آدمی نکاح کے ذریعے حرام طریقوں سے محفوظ ہو جاتا ہے وہ ایسے ہتھیاروں سے لیس ہوتا ہے جس کے ذریعے جنسی ترغیبات کے

ہر ناروا حملے کو بے اثر کر سکے۔

یہ ایک تعارف ہے جو اسلامی نقطہ نگاہ سے نکاح کے بارے میں ہمارا تصور بالکل واضح کرتا ہے۔ کیونکہ نکاح ایک خاندان کی بنیادی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ آیئے اب دیکھتے ہیں کہ خاندان جو کسی معاشرے کی اساس ہے آج کن مسائل سے دوچار ہے، اس کو لاحق خطرات کیا اور کون سے ہیں اور ان خطرات سے نمٹنے کا طریقہ کار یا لائحہ عمل کیا ہو سکتا ہے۔

خاندان کو لاحق ممکنہ خطرات

آج کا دور انتہائی پُرفتن دور ہے لیکن ایسا کہنا درست نہ ہوگا کہ یہ ایسا دور ہے جو انسانی تاریخ میں نہیں اور اسی لیے اس سے نمٹنا ممکن نہیں!...... میری ناقص رائے میں اس طرح کے حالات سے دنیا ہمیشہ دوچار رہی ہے البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ سائنسی ایجادات کے اس دور نے فتنوں سے نمٹنا مشکل بنا دیا ہے اسی لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آج کے حالات میں فتنوں سے نمٹنا انتہائی مشکل اور صبر آزما کام ہے۔

قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ تمام انبیاء کرام پر فتنوں کا ایسا دور گزر چکا ہے اور پچھلی قومیں جب اخلاقی زوال کا شکار ہوئیں تو انھوں نے حیوانیت کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ آج کے دور میں معاشرے کا اہم ادارہ خاندان شکست و ریخت کا شکار ہے اور ہمیشہ کی طرح آج بھی اللہ سے بغاوت کرنے والی اقوام اور مذہب سے بیزار انسان اس شکست و ریخت کے سب سے بڑا ذمہ دار ہیں۔

سلمان حسین خان اپنی معروف تصنیف ''اسلام دورِ جدید میں'' رقمطراز ہیں۔[۱۷]

''اسلام دین فطرت ہے یعنی وہ انسان کے تمام فطری مطالبات کو پورا کرتا ہے جس کی وجہ سے ان مطالبات کا پورا کرنا ہی اسلام کی نظر میں عبادت بن جاتا ہے اور جائز صورتوں میں ان مطالبات کے پورا کرنے پر انسان اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے اور ان کے پورا نہ کرنے پر انسان گناہ گار قرار پاتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی نفسانی خواہش اور جنسی ضرورت کو اس کے اندر ایک جذبے کی صورت میں رکھا ہے اور نکاح کو کثیر المقاصد بناتے ہوئے اس کی یہ ضرورت پوری کرنے کے ساتھ ساتھ

نسل انسانی کی بقاء، ممتا کی تسکین، نوزائیدہ بچوں کی احتیاجات اور تعلیم وتربیت کا کام اور باہمی اتحاد وتعاون سے ایک صالح، پاکیزہ و پرسکون معاشرے کے قیام کا انتظام بھی فرمادیا ہے۔

آج کے دور میں نئی تہذیب کے علمبردار جو اپنے آپ کو جدیدیت کا بانی گردانتے ہیں، دراصل اشتراکی اور لادینی نظریات کا پرچار کرتے ہیں۔

علی عزت بیگووچ (سابق صدر جمہوریہ بوسنیا) اپنی کتاب ''اسلام اور مشرق ومغرب کی تہذیبی کشمکش'' میں لکھتے ہیں۔

''اشتراکی نقطۂ نظر سے خاندان معاشرے کی بنیادی اینٹ نہیں ہے جیسا کہ پرانے دساتیر میں قرار دیا گیا ہے [یونین آف سوشلسٹ روس کے ۱۹۷۷ء کے دستور میں خاندان کی جگہ ''اکٹھے کام (کرنے والے)'' کا ذکر ہے]۔ خاندان اور معاشرے ایک دوسرے سے متصادم ہیں۔ خاندان میں محبت اور جذبات لوگوں کو جوڑے رکھتے ہیں معاشرے میں مفاد اور ذہانت یا دونوں ان کو جوڑے رکھتے ہیں''۔

''معاشرے کے اندر رونما ہونے والا ہر تغیر خاندان کے خاتمے کا متقاضی ہوتا ہے اگر ایک خیالی ریاست میں سماجی اصولوں کو آخر تک بروئے کار لایا جائے تو اسے خاندان کسی صورت میں بھی تسلیم اور برداشت نہیں کرتا۔ خاندان میں ذاتی تعلقات رومانوی خیالات اور اندرونی جذبات کی بھٹیاں ہوتی ہیں اور یہ خیالی ریاست سے سراسر متضاد ہوتی ہیں''۔ [۱۸]

مشہور مصنف اینجلز اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتا ہے۔

''اولین دور میں خاندان کا آغاز دائروں کے محدود ہونے سے شروع ہوا پہلے آغاز قبیلے کے اندر ہوا۔ جس کے اندر دو متضاد جنسوں کے افراد صنفی تعلق کے ذریعے ایک دوسرے سے متعلق ہو گئے۔ آغاز میں قریب کے رشتہ داروں اور بعد میں دور دراز کے رشتے داروں میں بُعد پیدا ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ شادیوں کے ذریعے جڑے ہوئے افراد خانہ بھی الگ ہونے لگے۔ آخر میں شادی کے بندھن میں بندھے ہوئے افراد کا جوڑا رہ گیا۔ یہ ایک ایسا مالیکیول ہے جس کے بکھرنے سے خاندان بذات خود بکھر جاتا ہے۔ [۱۹]

اینجلز آگے لکھتا ہے۔

''یہ واضح ہے کہ عورتوں کی آزادی کے لیے ضروری ہے کہ عورتوں کو دوبارہ عوامی سرگرمیوں میں شامل کر دیا جائے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ الگ تھلگ خاندان کا وجود بطور معاشرتی و سیاسی یونٹ کے ختم کر دیا جائے۔ نجی ملکیت کو سماجی صنعت میں تبدیل کر دیا جائے۔ بچوں کی پرورش پرداخت اور تعلیم سرکاری معاملہ ہو۔ معاشرہ تمام بچوں کے ساتھ یکساں سلوک کرے چاہے ان کی پیدائش جائز طریقے سے ہوئی ہو یا ناجائز طریقے سے ہوئی ہے۔

اسی طرح فرانسیسی ادیب سائمن باوار جو فرانس میں تحریک نسواں کا معروف کارکن رہا ہے، اس کی رائے بھی اس بارے میں واضح ہے وہ کہتا ہے ''جب تک خاندان کے تصور کو ختم نہیں کیا جاتا جب تک ''ماں'' کے ادارے کو ختم نہیں کیا جاتا اور جب تک مادری جذبے کو ختم نہیں کیا جاتا عورت ہمیشہ مطیع اور ماتحت رہے گی''۔[۲۰]

پروفیسر خورشید احمد ''سوشلزم یا اسلام'' میں لکھتے ہیں:

''اشتراکیت نے جو سماجی نظام بنایا ہے اس میں بھی انسان کو نظرانداز کرنے کی وہی پالیسی کارفرما ہے جسے ہم معاشی اور سیاسی دائرے میں دیکھ چکے ہیں۔ خاندان کا نظام جو ہمیشہ تہذیب کا گہوارہ رہا ہے۔ متضاد اور تناقضی پالیسیوں کا نشانہ بنتا رہا ہے۔ اس نظام میں کوئی چیز محترم باقی نہیں رہی ہے۔ نہ فرد کی شخصیت نہ قریب ترین رشتے نہ عائلی ادارے اور تعلقات ہر چیز اضافی ہے۔ اور وقت کے بدلنے کے ساتھ ساتھ اپنا مقام بدلتی رہتی ہے۔ اولاد پہ والدین کے حقوق باقی نہیں رہے۔ ریاست کے مفاد میں بچوں کو جس طرح چاہے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مذہب اور اخلاق نے سماجی زندگی کی جو حد بندی کی تھی اسے توڑ دیا گیا ہے۔ نکاح اور طلاق کا نظام وقت کی ضرورتوں کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ جائز اور ناجائز رشتے میں کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ انقلاب کے فوراً بعد جنسی آزادی دی گئی خاندان کے نظام کا مذاق اڑایا گیا، نکاح کی مذہبی تقدیس کو ختم کر دیا گیا اور طلاق کا راستہ چوپٹ کھول دیا گیا''۔[۲۱]

سید قطب ''جدید جاہلیت'' میں کہتے ہیں:

''خاندان سے ماں کا رشتہ ٹوٹا تو گویا وجدان کا رشتہ منقطع ہو گیا اور جب رشتہ منقطع ہو جائے تو گھر ایک ہوٹل ہے۔ جس میں مرد اور عورت ٹھہرے رہتے ہیں اور ظاہری طور پر اپنے

ماں باپ ہونے کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ جیسے کوئی ملازم اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا ہو۔ اب بچے خواہ ایک پراگندہ خاندان میں نوکروں کے ہاتھوں میں پرورش پائیں یا پرورش گاہوں میں اپنے جیسے ماں باپ سے بچھڑے ہوئے بچوں کے ساتھ نشوونما حاصل کریں بہرکیف وہ بگاڑ کا شکار ہی ہوں گے''۔

ڈارون، فرائڈ، کارل مارکس، انجلز اور یورپ کے اور بہت سے دوسرے دانشوروں کے نظریات نے اہل یورپ کو مذہب سے دور کیا تو کیا اخلاقیات کا بھی جنازہ نکال دیا۔ ان کے شیطانی نظریات کی گھناؤنی تصاویر نے جب معاشرے میں اباحیت، ابتری اور طبقاتی کشمکش پیدا کی تو اہلِ مغرب یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ:

''دور جدید کے معاشرے نے عورتوں کی تربیت اسکولوں کے سپرد کر کے ایک بڑی غلطی کی ہے۔ اب حال یہ ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو پرورش گاہوں میں چھوڑ دیتی ہیں اور خود یا تو کاموں پر نکل جاتی ہیں یا اجتماعی دلچسپیوں میں لگ جاتی ہیں۔ ادبی اور فنی ذوق کی تسکین میں مشغول ہو جاتی ہیں۔ برج کھیلتی ہیں اور سنیما گھروں کو جاتی ہیں غرض اس طرح کی تفریحات میں رہتی ہیں۔ یہ خاندان کی وحدت پارہ پارہ کرنے اور مل بیٹھنے کے ان مواقع کو کھو دینے کے بارے میں جوابدہ ہیں''۔

امریکی فلسفی ول ڈیورانٹ کی کتاب کا ایک اقتباس سید قطب اپنی کتاب ''جدید جاہلیت'' میں رقم کرتے ہیں۔

''کیونکہ عورت مرد کی شادی موجودہ دور میں صحیح معنی میں شادی نہیں ہے اور بجائے ماں باپ کا رشتہ ہونے کے ایک جنسی تعلق ہے۔ اس طرح زندگی کو سہارا دینے والی تمام بنیادیں ڈھے جاتی ہیں اور ازدواجی رشتہ کمزور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور میاں بیوی تنہا رہ جاتے ہیں۔ جیسے ان میں آپس میں کوئی رشتہ نہ ہو''۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے دنیا کو ایک ''عالمی دیہات'' (گلوبل ویلج) کی شکل دیدی ہے۔ چنانچہ مغربی افکار و خیالات نے ہمارے دینی عقائد اور خاندان کو بھی متاثر کیا ہے۔ ادھر (برصغیر پاک و ہند میں جہاں ہم) ہندوانہ رسم و رواج کے باعث ہم معاشرے کی غلط رسم و رواج

اور عقائد سے پہلے ہی نبرد آزما تھے نتیجتاً آج ہمارا خاندان ایک چوکھی جنگ لڑ رہا ہے ہمارے خاندان کو اپنی بقاء وسلامتی بھی برقرار رکھنی ہے اور اپنی دینی اقدار وروایات کو بھی تحفظ فراہم کرنا ہے۔

خاندان کو لاحق خطرات کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کچھ خطرات بیرونی ہیں تو کچھ اندرونی خطرات ہیں۔

خاندانوں کو لاحق بیرونی خطرات

خاندان کو لاحق بیرونی خطرات میں جن عوامل کا ہم نے اوپر جائزہ لیا ہے وہ بڑی تیزی سے اپنا اثر دکھا رہے ہیں۔ اسلام نکاح کے بندھن کو ہر بالغ مسلمان پر فرض قرار دیتا ہے اور اس سلسلے میں مکمل طور پر رہنمائی کرتا ہے۔ جس کا ذکر میں نے ابتدا میں قرآنی آیات اور احادیث کے حوالہ جات میں کیا۔

ہماری نئی نسل مغربی افکار ونظریات کی دیوانہ وار تقلید کرنے کے لیے دوڑی چلی جا رہی ہے۔ مغرب کے شیطانی نظریات دوطرح سے ان پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اوّل فلم اور ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے ذریعے اور دوم ان تعلیمی اداروں کے ذریعے جن کا مقصد مسلمانوں کو بگاڑنا اور ان کو دین کی تعلیمات سے دور کرنا ہے۔

ڈاکٹر مصطفیٰ خالدی اپنی کتاب ''عالم عرب پر مشنری یلغار'' میں مشہور مسلم دشمن امریکی مشنری گلوِر (Glover) کی کتاب کا ایک اقتباس تحریر کرتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے۔

''کسی بھی دوسرے ملک میں عیسائی مشنری اتنی آزادی سے عیسائیت کا کام نہیں کرسکتا جتنا پاکستان میں''۔[۲۲]

انجلیکن چرچ لاہور کی نن Jhon Dikerson نے اپنے ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''بڑے گرجے میں نہایت کامیاب سروسز (عبادتی اجتماعات) ہوتے ہیں۔ خاص طور پر کرسمس کے وقت۔ مسیحیت کی ترقی کی اور بہت سی علامات ہیں لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہ کم ہیں۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ اُڑ کر پہنچوں اور آپ کو رپورٹ دوں کہ کس قسم کی زندگی

پاکستان میں پسند کی جاتی ہے اور بغیر کسی رکاوٹ کے اس ملک میں اور کتنے بڑے مواقع ہمیں پیش کیے جاتے ہیں۔ اگر آپ واقعی طور پر سمجھیں تو آپ یقیناً ہماری مقدور بھر مدد کرنے کی کوشش کریں گے۔[۲۲]

مارماڈیوک پکتھال جو اسلام لانے کے بعد محمد پکتھال ہو گئے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

اسلام نے مرد کو ہر عورت کے ساتھ اپنے طرزِ عمل کے لیے ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ ذمہ داری، حیا و پاکدامنی اور اخلاقیات کی بنیاد ہیں۔ وہ آزادی جس کے ساتھ انسانی مسرت و فلاح جڑی ہوئی ہے۔ اسی کی بدولت حاصل ہو سکتی ہے۔ یورپ کی بے راہ روی جس آزادی تک پہنچاتی ہے وہ مسلمان کی نظر میں شائستگی کی حدود سے تجاوز ہے"۔[۲۴]

غیر اسلامی نظریات، جدید یورپین و امریکن روایات اور خیالات کی تقلید خاندان کے لیے سب سے بڑا بیرونی خطرہ ہے۔ نوجوان نسل میں لباس، خوراک اور بود و باش کے مغربی طور طریقے رائج ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ انٹرنیٹ پر موجود کروڑوں فحش ویب سائٹس، سیکڑوں ٹی وی چینلز پر چلنے والی بے ہودہ فلموں اور اشتہارات نے اخلاقیات کا جنازہ نکال دیا ہے۔ رہی سہی کسر ہندوانہ کلچر نے پوری کر دی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بقول شاعر:

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

خاندان کو لاحق اندرونی خطرات

معاشرے کی اہم ترین اکائی یا ادارے خاندان کی بنیاد رکھنے والے عوامل سے بغاوت یا پہلو تہی نے نکاح کو ایک مشکل ترین عمل بنا دیا ہے۔ نکاح کے راستے میں آنے والی جن رکاوٹوں کو اسلام نے دور کیا تھا، پاکستانی مسلمانوں نے انھیں پھر سے واپس لا کھڑا کیا ہے۔ ان عوامل کا مختصر جائزہ پیش کرتی ہوں جو نکاح کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔

۱۔ مناسب عمر میں نکاح سے گریز

اسلام کے مطابق ایک مسلمان لڑکا اور لڑکی بلوغت کی عمر کو پہنچ کر نکاح کے قابل ہو جاتے

ہیں چنانچہ حکم ہے کہ اپنے نوجوانوں کے نکاح جلد از جلد کرو۔

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''اے نوجوانو! تم میں جو نکاح کی ذمہ داری اٹھانے کی سکت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو نیچا رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے جو نکاح کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کی وسعت نہیں رکھتا اسے چاہیے کہ شہوت کا زور توڑنے کے لیے وقتاً فوقتاً روزے رکھا کرے''۔ (بخاری و مسلم)

لڑکیوں سے متعلق ارشاد ہوا۔

''جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص شادی کا پیغام لائے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے شادی کر دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑی خرابی پیدا ہو گی''۔ (ترمذی)

ہمارے ہاں لڑکے اور لڑکیوں کی شادی دیر سے کرنے کا رواج خاندان کے لیے ایک بڑا خطرہ ہے۔ خود لڑکے اور لڑکیاں اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لیے ذمہ داریوں سے بچنے کے لیے یا تعلیمی میدان میں مقابلہ بازی کے لیے اس معاشرتی ضرورت اور اسلامی فریضے سے جان چھڑاتے ہیں یہ مغربی اثرات کا شاخسانہ ہے، کہ شادی؟ ابھی نہیں ابھی عمر ہی کیا ہے...... کہہ کر اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے دیگر ذرائع تلاش کرتے ہیں۔ نفسانی خواہشات کی تسکین کے غلط طریقے اختیار کر کے مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور جب پختہ عمر کو پہنچتے ہیں تو شادی کا خیال آتا ہے اس وقت جب گھر بسانے کی خواہش ہوتی ہے تو بعض عادات عمر کے ساتھ ساتھ پختہ ہو چکی ہوتی ہیں۔ نتیجتاً شادی کے بعد وہ بہترین نتائج جو سکون و اطمینان کی صورت میں سامنے آنا چاہیے نہیں آتے اور ازدواجی زندگی بے سکونی کا شکار ہو جاتی ہے اور یہیں سے خاندان میں دراڑ پڑنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔

۲۔ مادہ پرستی

جوں جوں مسلمان اسلام سے دور ہو رہے ہیں مادہ پرستی ان پر غالب آ رہی ہے۔ ایک دوسرے

کے لیے قربانی دینے کے جذبات جو ایک خاندان کی بقاء وسلامتی اور سکون کے لیے لازمی جزو ہیں ختم ہوتے چلے جارہے ہیں۔ نہ شوہر بیوی کے لیے قربانی دینا چاہتا ہے نہ بیوی شوہر کے لیے۔ پھر اسی طرح دونوں بچوں کے لیے قربانی دینے سے گریز کرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے قربت کے بجائے نفرت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اصل میں نکاح کے لیے حضور اکرم ﷺ نے جو شرط عائد کی ہے، اس حدیث سے واضح ہے۔ فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے ''عورتوں سے ان کے حُسن و جمال کی وجہ سے شادی نہ کرو ہوسکتا ہے کہ ان کا حُسن ان کو تباہ کر دے۔ اور نہ ان کے مالدار ہونے کی وجہ سے شادی کرو ہوسکتا ہے کہ ان کا مال انھیں طغیان اور سرکشی میں مبتلا کر دے۔ بلکہ دین کی بنیاد پر شادی کرو''۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

۳۔ نکاح کی تقریب پر فضول خرچی

ہمارے معاشرے میں نکاح اور ولیمے کی تقریبات پر اپنی بساط سے بڑھ کر اخراجات کرنے کا رجحان فیشن سے تجاوز کر کے ضرورت بنتا جارہا ہے ہر شخص اپنی چادر سے پیر باہر نکال لیتا ہے۔

اسلام کی تعلیم کے مطابق نکاح کے عمل کو سادہ اور سہل ہونا چاہیے نہ تو اسلام بھاری بھرکم جہیز کی اجازت دیتا ہے نہ بھاری بھرکم مہر کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور نہ ہی شادی کی تقریبات میں بے جا خرچ ہونے والے مال کو پسند کرتا ہے۔

منیر احمد خلیلی اپنی کتاب ''عورت اور دورِ جدید'' میں لکھتے ہیں۔

''نکاح نبیوں کی سنت، اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل، بقائے نسل انسانی اور استحکام معاشرہ کا بڑا ذریعہ ہے۔ خاندانی نظام کے تسلسل کو برقرار اور اخلاقی بگاڑ و فساد سے محفوظ رکھنے کا مؤثر اور آسان راستہ ہے۔ جس قوم یا معاشرے میں نکاح کے عمل کو مشکل بنا دیا جاتا ہے وہاں زنا کو فروغ ہوتا ہے۔ زنا تمدنِ انسانی کے انہدام اور بربادی کا سبب بنتا ہے''۔ [۲۵]

۴۔ بے جوڑ شادیاں

شریعت اسلامی میں نکاح کے معاملے میں کفو یعنی مرد اور عورت کا چند خاص امور میں ہم

پلہ ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ ان امور کی تعداد چھ بتائی جاتی ہے۔ خاندان، اسلام، پیشہ، حریت، دین اور مال[۲۶]

کفو کے بارے میں تفصیل فقہ کی کتابوں میں مل سکتی ہے یہ مختصر مقالہ اس تفصیل کا متحمل نہیں ہوسکتا تاہم اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ یہ فیصلہ انتہائی ضروری ہوتا ہے کہ لڑکا لڑکی کا کفو ہے یا نہیں۔

آج کل بے جوڑ شادیاں ہورہی ہیں لوگ پیسہ دیکھ کر لڑکی دیتے ہیں نہ اس کا حسب نسب دیکھا جاتا ہے نہ خاندان کا پس منظر۔ اسی طرح کردار کی تحقیق بھی نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے بعض مرتبہ اس قدر سنگین نوعیت کی حقیقت سامنے آتی ہے کہ سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

مثلاً نئے لوگوں کا رشتہ آیا، بہت بڑے مکان میں رہتے تھے، دولت کی ریل پیل تھی، لڑکی والوں نے یہی دیکھ کر اپنی بیٹی کا ہاتھ تھما دیا بعد میں معلوم ہوا کہ یہ لوگ حجام تھے یا دھوبی تھے یا قصائی تھے۔ بیرون ممالک میں رہ کر یا جائز و ناجائز دولت کما کر مالدار بن گئے گو کہ کوئی پیشہ بذات خود عیب دار نہیں مگر نکاح کے معاملے میں کفو کا لحاظ رکھنے پر بیشتر ائمہ کرام کا اتفاق ہے اور جو غلط نہیں۔ اس قسم کے رشتوں کے بعد بڑی خوفناک صورتحال سامنے آتی ہے یا تو لڑکی گھٹ گھٹ کر زندگی گزارتی ہے یا طلاق یا خلع کے ذریعہ علیحدگی اختیار کر کے اپنے ساتھ ساتھ اپنے والدین کے لیے بھی مسائل و مصائب کا باعث بنتی ہے۔ دونوں صورتوں میں خاندان کی بنیاد کو نقصان پہنچتا ہے۔

اس لیے رشتہ طے کرتے وقت ان امور کا خیال رکھنا اور ذمہ داری کے ساتھ رشتہ طے کرنا ایک نئے خاندان کو مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔

نان و نفقہ

نفقہ کے لغوی معنی خرچ کرنے اور نکال دینے کے ہیں۔

فقہ کی اصطلاح میں نفقہ کے معنی اس پر خرچ کی ذمہ داری جو کسی پر عائد ہوتی ہے اسے پورا کرنے کے لیے ضروریات کا مہیا کرنا ہے۔ اس میں کھانا، لباس، گھر اور دوسری متعلقہ چیزیں

جن کی زندگی میں ضرورت پڑتی ہے، شامل ہیں۔

اس کی شرعی حیثیت ''امر واجب'' کی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ عورت کو نفقہ مہیا کرنا خاوند، باپ یا آقا کی ذمہ داری ہے۔ اس کے ۳ موجبات ہیں۔ شادی، قرابت داری اور ملکیت۔ ان تینوں صورتوں میں نفقہ کی ادائیگی کا واجب ہونا قرآن وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''مرد عورتوں پر نگہبان ہیں۔ اس فضیلت کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر دی ہے اور اس مال کے ذریعہ جو مرد عورتوں پر خرچ کرتے ہیں''۔ (النساء:۳۴)

نیز ارشاد فرمایا: ''صاحبِ اولاد کے ذمے ان کا کھانا اور کپڑا ہے۔ (البقرۃ:۲۲۲)

نفقہ زوجیت کی ۳ اقسام ہیں:

۱) بیوی کو نان نمک اور اس کے لوازمات آٹا، چولہا اور پانی وغیرہ مہیا کرنا

۲) بیوی کا لباس

۳) گھر

افسوسناک بات یہ ہے کہ آج کے مادہ پرستانہ ماحول کے زیر اثر اب مرد ایسی بیویاں تلاش کرتے ہیں جو کمانے والی ہوں تاکہ ان کے معاشی معاملات میں ان کا ہاتھ بٹائے چنانچہ اس کے بھی بداثرات عائلی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں۔

دین سے دوری

خاندان کی شکست وریخت کے حوالے سے جن مسائل کا ہمیں سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس کی بنیادی وجہ دین سے دوری ہے۔ اسلامی تعلیمات کے تحت جو کام ہوگا وہ یقیناً آسان ہوگا۔

خاندان کے افراد آپس میں اتفاق، یگانگت اور میل محبت سے اسی وقت رہ سکتے ہیں جب ان میں ایک دوسرے کے حقوق وفرائض کا خیال واہمت اور ایثار وقربانی کا جذبہ ہو۔ نیز خاندان کی تشکیل اور بقاء وسلامتی میں جو عوامل کارفرما ہوتے ہیں ان سے یہ افراد اچھی طرح واقف ہوں۔ والدین کے حقوق، والدین کی اطاعت اور بزرگوں کا احترام، چھوٹوں سے

شفقت اور رواداری کا برتاؤ، روپے پیسے اور دیگر اشیاء کی منصفانہ تقسیم۔ والدین کا اولاد کے لیے قربانیاں دینا ان کی جائز ضرورتوں کا جائز آمدنی سے پورا کرنا انھیں اچھے بُرے کی تمیز سکھانا، ان میں دینی شعور بیدار کرنا، ان کی تعلیم و تربیت صحیح خطوط پر کرنا، انھیں درست سمت میں چلنے کی ہدایت کرتے رہنا اور حقوق العباد ادا کرنے کی تلقین و تربیت کرنا دراصل ایک اچھے مہذب، مضبوط اور خوشحال خاندان کی بنیاد رکھنے میں معاون و مددگار عوامل ہیں۔

ہمارے ہاں نوجوان اہل مغرب کے انداز اپنانے کی کوشش میں ان تمام ذمہ داریوں سے بچتے ہیں۔ نہ صرف لڑکے بلکہ لڑکیاں بھی ان تمام باتوں کو فضول، دقیانوسی اور بے کار سمجھتی ہیں، مائیں اپنی بچیوں کی تربیت میں ان تمام عوامل کا خیال نہیں رکھتیں۔ انھیں شوہر اور سسرال والوں کے ساتھ مستحسن سلوک کے طور طریقے نہیں سکھاتیں۔ لڑکیاں کام کاج سے بھاگتی ہیں۔ ذمہ داریوں سے گھبراتی ہیں۔ انھیں نہیں معلوم ہوتا شوہر کے حقوق کیا ہیں؟ بچوں کی تربیت کیا ہے؟ ماں اور بیوی کی حیثیت سے اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟ وہ شادی سے قبل خوابوں کی زندگی گزارتی ہیں، ان کی نظر میں شادی محض قیمتی کپڑے، زیور، گھومنا پھرنا ہے۔ ٹی وی کے ڈراموں، فلموں اور گانوں نے انھیں یہی سکھایا۔ والدین نے صرف ان کی ڈگری کی فکر کی نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ جب ان کے کاندھوں پر شوہر، گھربار اور اولاد کی ذمہ داری پڑی تو ان کے تمام خواب چکنا چور ہو گئے، وہ خوبصورت ہوائی قلعے زمین بوس ہو گئے اور حقیقت بڑی تلخ اور کڑوی محسوس ہوئی۔ اب زندگی بوجھ لگنے لگی اور خاندان میں دراڑیں پڑنا شروع ہو گئیں۔

لڑکے کے ذہن میں خوابوں کی ایک پری تھی جو ہر دم پورے میک اپ اور خوبصورت لباس کے ساتھ ناز و ادا سے اٹھلاتی اس کا دل بہلاتی تھی مگر جب دلہن یا محبوب کی اصل صورت نظر آئی تو بوکھلا گئے۔ پھر نہ وہ دلفریب باتیں رہیں نہ وہ ہنسی مذاق، نہ وہ رعنائی۔ تیوریوں پر بل پڑ گئے، زبانیں زہر اگلنے لگیں اور دن رات عذاب بن گئے۔

اسلام ایک سچا مذہب ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے وہ تصورات کی بات نہیں کرتا، چمک دمک کی بات نہیں کرتا۔

قرآن کہتا ہے ''ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو''۔

قرآن کہتا ہے ''وہ تمہارا لباس ہیں تم ان کا لباس ہو''۔

قرآن کہتا ہے ''عورت پر جیسے فرائض ہیں ویسے ہی ان کے حقوق ہیں''۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی اطاعت کرے، تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے''۔

حرف آخر

میں سمجھتی ہوں کہ خاندان کو لاحق خطرات کی نشاندہی ہونے کے بعد اگر تجزیہ کیا جائے کہ اس کا ممکنہ حل کیا ہو سکتا ہے تو اس ضمن میں ایک ہی نکتہ ذہن میں آتا ہے کہ:

☆ لوگوں کو دین کے زیادہ سے زیادہ قریب لایا جائے۔ خصوصاً نوجوان نسل میں دینی شعور اور مذہبی جذبات کو بیدار کیا جائے۔

☆ اہل مغرب کی ثقافتی یلغار اور ہندوانہ رسوم و رواج کے اثرات کو زائل کیا جائے۔

لیکن چند باتیں ایسی بھی ہیں کہ جن پر اگر توجہ دی جائے تو مذکورہ بالا مسئلہ کا سد باب ہو سکتا ہے۔

☆ ائمہ کرام، علماء اور دانشور حضرات معاشرتی و عائلی زندگی کے مسائل کو اسلامی تناظر میں آسان اور قابل عمل طریقوں پر حل کریں۔

☆ میڈیا اسلام کی ترویج و اشاعت کے ساتھ ساتھ اسلام سے متعلق شبہات اور خدشات کا ازالہ بھی کرے۔

☆ اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے نوجوان نسل کی خصوصی تربیت کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے۔

☆ جدید فقہی مسائل کا حل تمام مسالک متفقہ طور پر اجتہاد کے ذریعے نکالنے کی کوشش کریں۔

☆ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کی کوششوں کو تیز کیا جائے۔

☆ اُن غیر سرکاری تنظیموں کو جو مغربی ایجنڈے پر کام کر رہی ہیں بے نقاب کر کے اسلامی خطوط پر کام کرنے والی تنظیمیں قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

حواشی

[۱] الترغیب، الزہیب، جزو۳
[۲] سورۃ طٰہٰ ۱۳۲
[۳] سورۃ مریم ٦
[۴] سورۃ روم ۳۱
[۵] معرکہ اسلام اور جاہلیت، صدرالدین اصلاحی ص ۱۹۱
[٦] سورۃ النساء آیت ا
[۷] سورہ النساء آیات ۲۲ تا ۲۴
[۸] سورۃ البقرہ آیت ۲۲۱
[۹] سورۃ النور آیت ۳
[۱۰] المائدہ، آیت ۵
[۱۱] ابن ماجہ، ابواب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح
[۱۲] اسلام اور جدید ذہن کے شبہات
[۱۳] مسند احمد، ابوداؤد، مستدرک حاکم
[۱۴] ترمذی، کتاب النکاح، سنائی کتاب النکاح
[۱۵] سنن داراسی، کتاب النکاح، باب البحث علی التزویج
[۱٦] عورت اسلامی معاشرے میں، سید جلال الدین انصر عمری
[۱۷] اسلام دور جدید میں، سلمان حسین خان
[۱۸] اسلام اور مشرق ومغرب کی تہذیبی کشمکش، علی عزت بیگوچ۔ ص ۲۲۴
[۱۹] Engels: Origin of the family; International Publisher (بحوالہ اسلام اور مشرق ومغرب کی تہذیبی کشمکش۔ علی عزت بیگوچ۔ ص ۲۲۵)
[۲۰] New York Magazine Saturday Review September 1975 (بحوالہ اسلام اور مشرق ومغرب کی تہذیب کشمکش۔ ص ۲۲۷)
[۲۱] سوشلزم یا اسلام، پروفیسر خورشید احمد
[۲۲] Glover Robert Haal, The Progress of Worldwide Missions New York 1960
[۲۳] S.R.G Review of the years work 1958
[۲۴] اسلامی کلچر، مارک ڈیوک پکتھال
[۲۵] عورت اور دور جدید، منیر احمد خلیلی
[۲٦] کتاب الفقہ، جلد چہارم، علماء اکیڈمی، شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف، پنجاب، ص ۷۱
[۲۷] کتاب الفقہ، جلد چہارم، علماء اکیڈمی پنجاب، ص ٦۹
☆ Engel Origin of the family Private property and the State 1884; Edition (New York: International Publisher Bm1942)۔ (بحوالہ اسلام اور مسرق ومغرب کی تہذیبی کشمکش۔ علی عزت بیگوچ۔ ص ۲۲٦)

ہماری چند مطبوعات

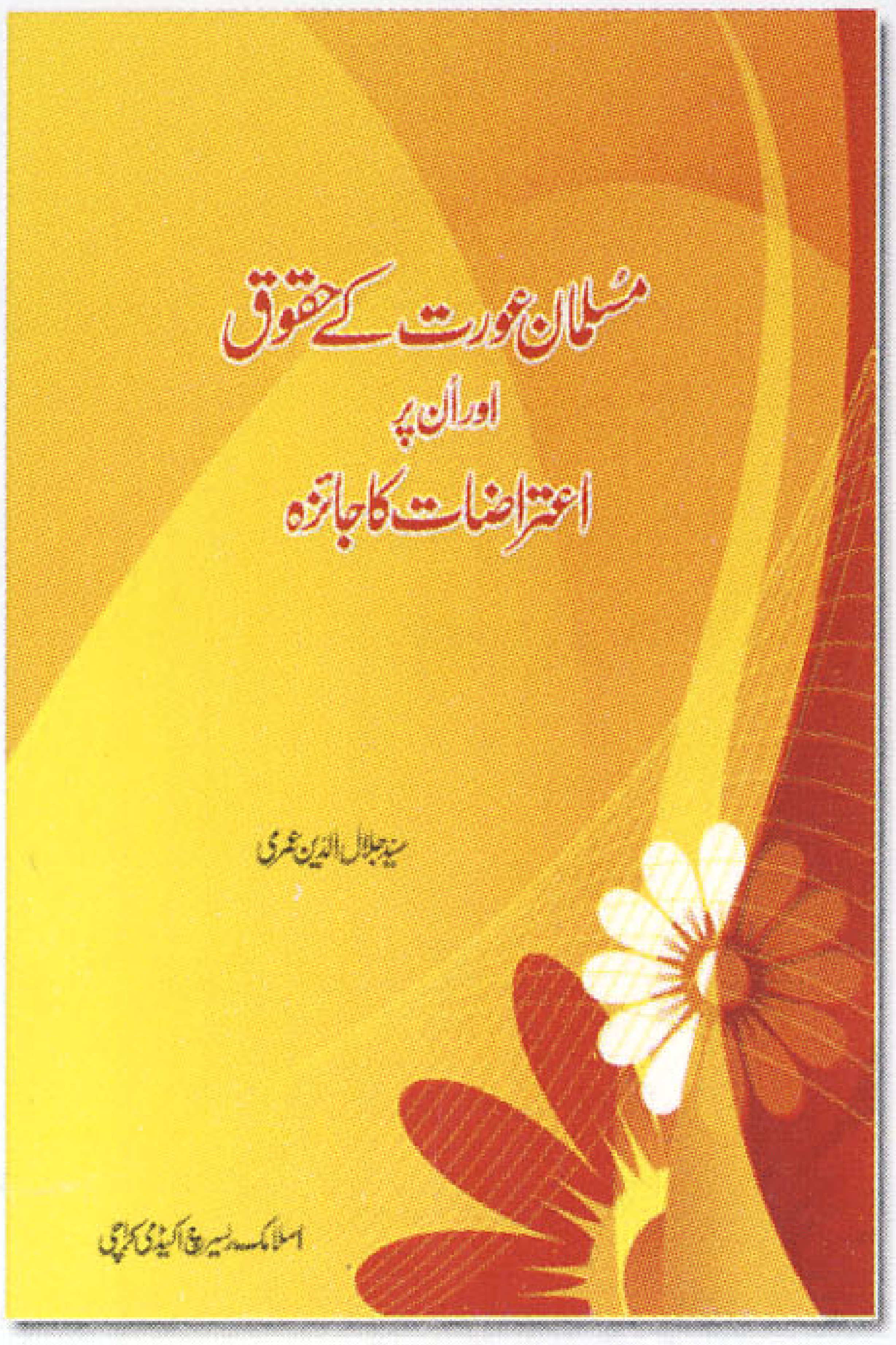

Rs.150

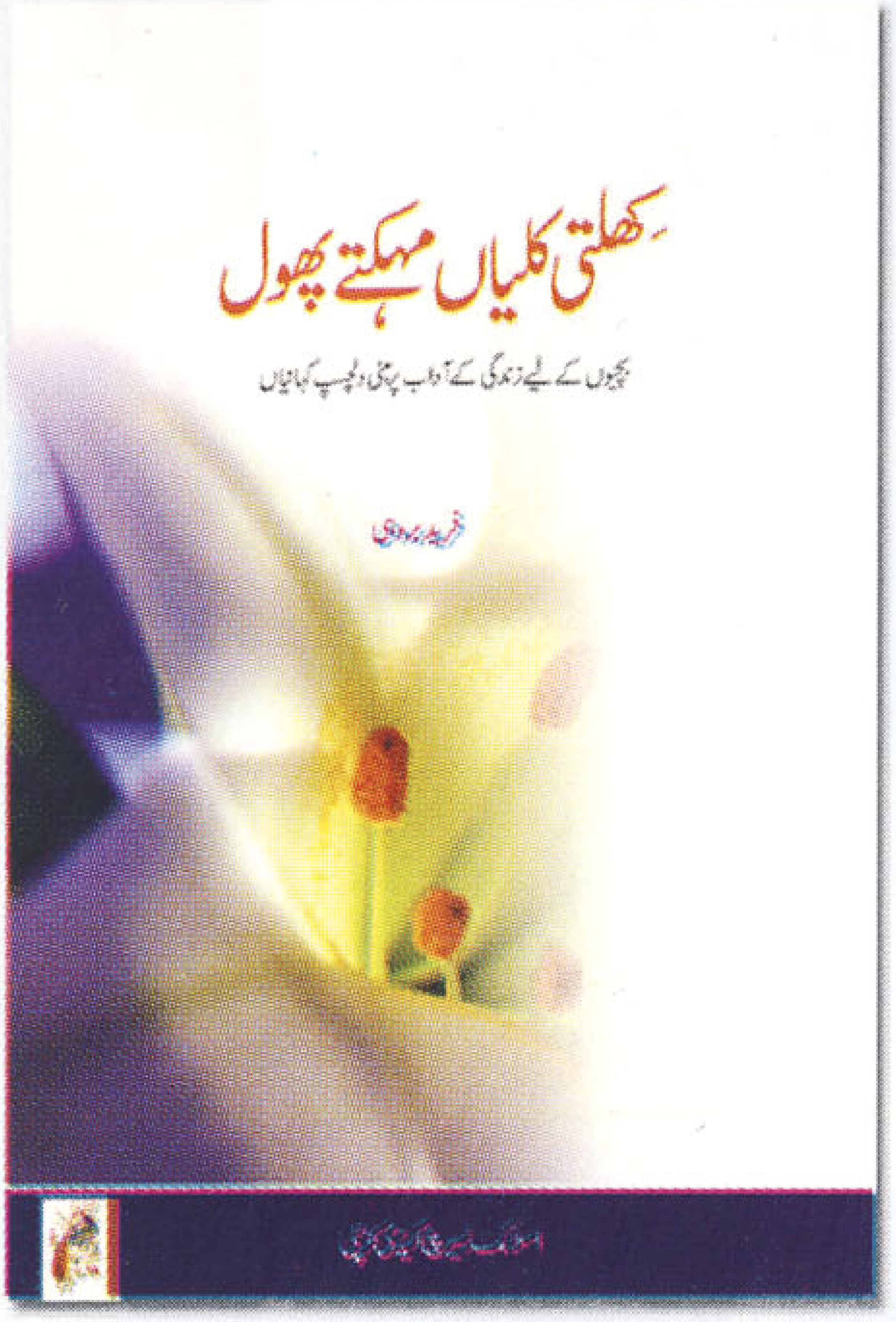

Rs.60

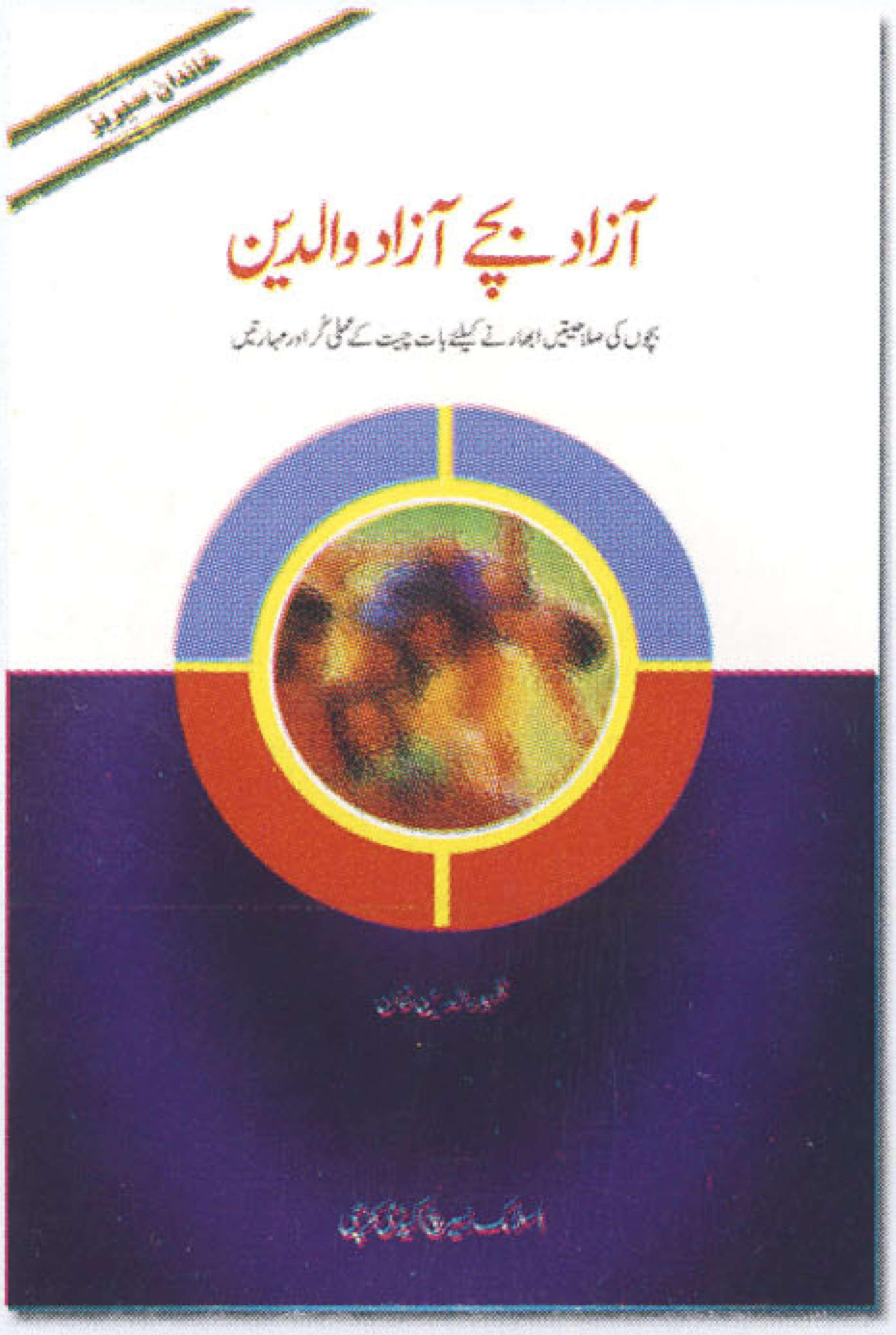

Rs.100

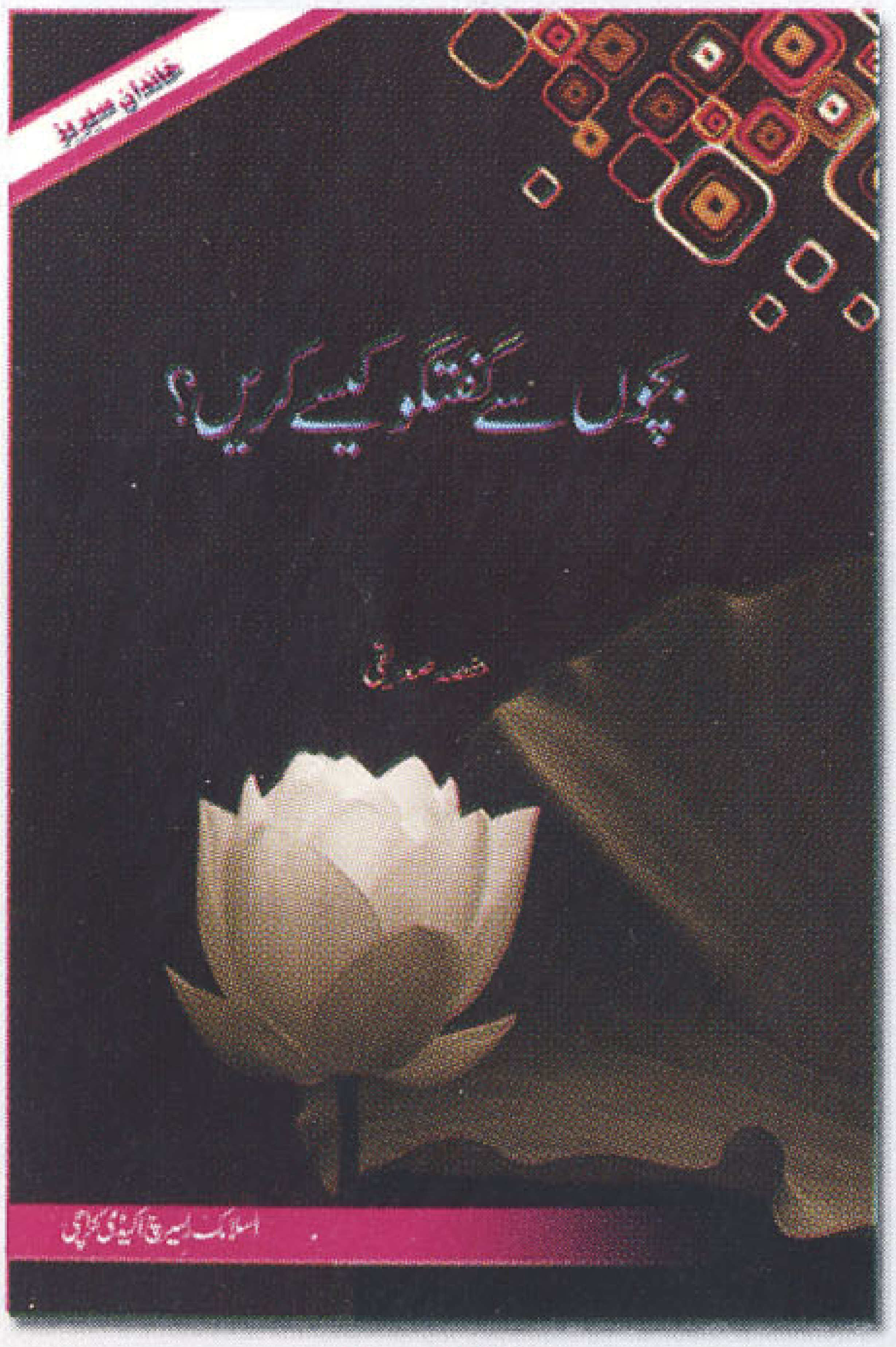

Rs.250

www.irak.pk

ڈی-۳۵' بلاک-۵' فیڈرل بی ایریا- کراچی-۷۵۹۵۰

فون:۳۶۸۰۹۲۰۱(۹۲-۲۱) فیکس:۳۶۳۶۱۰۴۰(۹۲-۲۱)